حکومت کرناٹک

نوبہارِ اَدبُ

NAU BAHAR-E-ADAB

Urdu First Language

Eighth 8 Standard

PART-2

اُردو زبان اوّل نصابی کتاب برائے

آٹھویں جماعت

(ترمیم شدہ)

حصّہ دوّم

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

KARNATAKA TEXT BOOK SOCIETY (R)
6th Cross, Malleshwaram
Bengaluru - 560 003

THE CONSTITUTION OF INDIA

PREAMBLE

WE, THE PEOPLE OF INDIA, having solemnly resolved to constitute India into a [1]**[SOVEREIGN SOCIALIST SECULAR DEMOCRATIC REPUBLIC]** and to secure to all its citizens :

JUSTICE, social, economic and political;

LIBERTY of thought, expression, belief, faith and worship;

EQUALITY of status and of opportunity; and to promote among them all

FRATERNITY assuring the dignity of the individual and the [2][unity and integrity of the Nation];

IN OUR CONSTITUENT ASSEMBLY this twenty-sixth day of November, 1949 do **HEREBY ADOPT, ENACT AND GIVE TO OURSELVES THIS CONSTITUTION.**

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

1. Subs. by the Constitution (Forty-second Amendment) Act, 1976, Sec.2, for "Sovereign Democratic Republic" (w.e.f. 3.1.1977)
2. Subs. by the Constitution (Forty-second Amendment) Act, 1976, Sec.2, for "Unity of the Nation" (w.e.f. 3.1.1977)

H8R5I1

فہرست مضامین

شمار	عنوانات	لکھنے والے	صفحہ نمبر
14	عدلِ فاروقیؓ	علامہ شبلؔی نعمانی	1
15	بھاپ کی چوری	احسان الحق	5
16	بادل کا گیت	احمد ندیؔم قاسمی	13
17	صنعتی آلودگی	ادارہ	16
18	ترانۂ دعوتِ علم و عمل	مولانا ابوالبیان حمادؔ	21
19	ملّا نصیر الدین کے لطیفے	ماخوذ	26
20	موبائل فون	ادارہ	29
21	رباعیات	اکبرؔ الہ آبادی، امجدؔ حیدر آبادی، فراقؔ گورکھپوری	38
22	خطوط غالبؔ	ماخوذ	41
	غزلیات (جدید)	غزلیں	
23	غزل ساجدؔ حمید	ساجدؔ حمید	46
24	غزلِ شائستہؔ یوسف	شائستہؔ یوسف	48
25	غزلِ شاکرؔ	پروین شاکرؔ	51

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سبق:14

R7I7A6

عدلِ فاروقیؓ

علامہ شبلؔی نعمانی

خلفائے راشدین کا دورِ حکومت ایک بے مثال دور تھا۔اس وقت عام انسان کو بھی اتنا ہی حق حاصل تھا جتنا کہ ایک خلیفہ کو، مال غنیمت میں ہر مسلمان کے حصّے میں ایک ایک چادر آئی تھی۔ حضرت عمرؓ کے حصّے میں بھی ایک ہی چادر آئی تھی۔ جب حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے ہو کر خطاب کر رہے تھے تو کسی شخص نے کہا کہ تم خلافت کے قابل نہیں ہو کیونکہ ایک چادر میں تمہارا لباس تیار ہونا ناممکن تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے فرزند نے جواب دیا کہ جو چادر میرے حصّے میں آئی تھی وہ چادر میں نے اپنے والد کو دیدی۔

انسان اعلیٰ منصب پر فائز ہوتے ہوئے بھی اگر دوسروں کی رائے کو مقدم سمجھتا ہو تو اس کی بڑائی ہے۔

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTBS

ایک دن حضرت فاروقؓ نے منبر پہ کہا
میں تمہیں حکم اگر دوں تو کرو گے منظور
ایک نے اُٹھ کے کہا یہ کہ نہ مانیں گے ضرور
کہ ترے عدل میں ہم کو نظر آتا ہے فتور
چادریں مالِ غنیمت میں جو آپ کے آئیں
صحنِ مسجد میں وہ تقسیم ہوئیں سب کے حضور
ان میں ہر ایک کے حصے میں فقط اک آئی
تھا تمہارا بھی وہی حق کہ یہی ہے دستور

اب جو یہ جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس
یہ اسی لوٹ کی چادر سے بنا ہوگا ضرور
اپنے حصے سے زیادہ جو لیا تو نے تو اب
تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور
گرچہ وہ ، حدِ مناسب سے بڑھا جاتا تھا
سب کے سب مہر بہ لب تھے چہ اناث و چہ ذکور
روک دے کوئی کسی کو ، یہ نہ رکھتا تھا مجال
نشۂ عدل و مساوات سے سب تھے مخمور
اپنے فرزند سے فاروق ؓ معظّم نے کہا
تم کو ہے حالتِ اصلی کی حقیقت پہ عبور
تم ہی دے سکتے ہو اسکا مری جانب سے جواب
کہ نہ پکڑے مجھے محشر میں مرا ربِّ غفور
بولے یہ ابنِ عمر سب سے مخاطب ہوکر
اس میں کچھ والد ماجد کا نہیں جرم و قصور
ایک چادر میں جو پورا نہ ہوا ان کا لباس
کرسکی اس کو گوارا نہ مری طبع غیور
اپنے حصے کی بھی میں نے انھیں چادر دے دی
واقعے کی یہ حقیقت ہے کہ جو تھی مستور
نکتہ چیں نے یہ کہا اُٹھ کے کہ ہاں اے فاروق ؓ
حکم دے ہم کو کہ اب ہم اُسے مانیں گے ضرور

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

I الفاظ و معنی:

عدل	=	انصاف
فتور	=	فرق
مستور	=	پوشیدہ
مہر بہ لب	=	خاموش
اناث	=	عورتیں
ذکور	=	مرد
مساوات	=	برابری
رب غفور	=	گناہوں کو بخشنے والا، پروردگار
طبع غیور	=	غیرت مند طبیعت
مخمور	=	مست، مدہوش

II (الف) ان سوالوں کے جوابات ایک جملے میں لکھیے:

۱۔ حضرت فاروقؓ نے منبر پہ کیا کہا؟

۲۔ صحنِ مسجد میں کیا تقسیم ہوئیں؟

۳۔ ہر ایک کے حصے میں کتنی چادریں آئیں؟

(الف) ان سوالوں کے جوابات دو یا تین جملوں میں لکھیے:

۴۔ نکتہ چیں نے اُٹھ کر کیا کہا؟

۵۔ عورتیں اور مرد مہر بہ لب کیوں تھے؟

۶۔ فاروق اعظمؓ نے اپنے فرزند سے کیا کہا؟

۷۔ ابن عمرؓ نے لوگوں کو کیا جواب دیا؟

۸۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عدل و انصاف سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیجیے۔

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

III ان الفاظ کے واحد لکھیے:

احکام ، مساجد، حقوق، اجسام، حالات، واقعات

IV ان الفاظ کا فرق بتلائیے:

نذر ۔ نظر

قد ۔ خد

مامور ۔ معمور

اصل ۔ عسل

عملی کام

IV شبلی نعمانی نے ایک اور نظم ''عدل جہاں گیری'' لکھی ہے اس کو اپنی بیاض میں لکھ کر اپنے استاد/ استانی کو بتائیے۔

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

تعارف: مولانا شبلی نعمانی:

مولانا شبلی نعمانی 1857ء میں پیدا ہوئے۔ عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد علی گڑھ کالج میں پروفیسر ہو گئے۔ اسی زمانے میں مصر، شام اور قسطنطنیہ گئے۔ واپسی پر اپنا سفر نامہ شائع کیا۔

آپ ندوۃ العلماء کے بانی اور اس کے روح رواں تھے۔ شعر العجم، موازانۂ انیس و دبیر، الغزالی، المامون، سوانح مولانا روم، سیرت النعمان اور سیرت النبی ﷺ آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ 1914ء میں انتقال فرمایا۔

☆☆☆

سبق:15

بھاپ کی چوری

H4B4P1

احسان الحق

ڈراما: لفظ ''ڈراما'' لفظ ''ڈراؤ'' سے مشتق ہے جس کے معنی کر کے دکھانے کے ہیں۔ ڈراما عمل پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ پڑھنے سے زیادہ دیکھنے کی چیز ہے اور زندگی کی عملی تفسیر ہے۔ اِسے اسٹیج پر کرداروں کے ذریعہ پیش کیا جاتا ہے۔

احسان الحق نے جامعہ ملیہ دہلی میں تعلیم پائی۔ کچھ عرصہ جامعہ ملیہ اور بی بی سی لندن سے منسلک رہے۔ ڈراموں سے انہیں خاص دلچسپی رہی۔ بچوں کے لیے بھی انھوں نے ڈرامے لکھے ہیں۔ بھاپ کی چوری ایک ہلکا پھلکا مزاحیہ ڈراما ہے جسے بڑی آسانی سے اسٹیج پر کھیلا جا سکتا ہے۔

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTBS

اسٹیج کا پردہ اٹھتا ہے۔ بازار کا منظر ہے۔ بازار میں بڑی چہل پہل نظر آ رہی ہے۔ ایک ڈبل روٹی والا خوانچہ لگائے بیٹھا ہے اس کے قریب چھتریوں کی مرمت کرنے والا ایک شخص بھی اپنا سامان لیے بیٹھا ہوا ہے۔

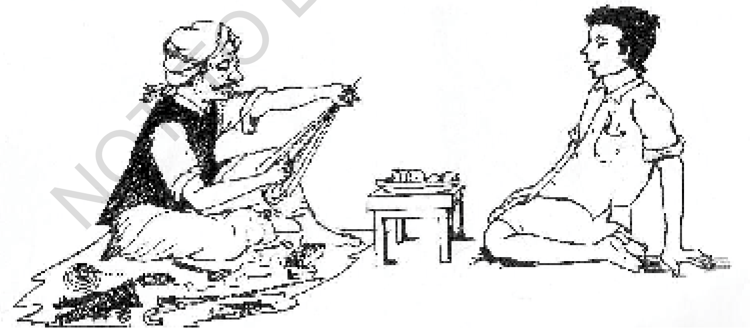

ڈبل روٹی والا:۔ (چھتری والے سے) ارے بھائی! اتنا اچھا دن ہے اور تم منہ لٹکائے بیٹھے ہو۔

چھتری والا:۔ تمہارے لیے ہوگا اچھا دن

ڈبل روٹی والا:۔ ایسی بھی کیا بات ہے۔ تمہارے لیے بھی خدا اچھا کرے گا۔

چھتری والا:۔ آپ نے صحیح کہا لیکن اچھے موسم میں کسی بھلے آدمی کو یہ خیال نہیں آتا کہ بارش سے بچنے کے لیے چھتری ٹھیک کرا کے رکھ لے اور پھر جاڑے میں چھتری کا کرے بھی کیا۔
آج کل میں آواز لگاتا ہوں ''ٹوٹی پھوٹی چھتری ٹھیک کرالو'' تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں بے وقوف ہوں۔

ڈبل روٹی والا:۔ لیکن بھائی روٹی تو ہر موسم کی ضرورت ہے۔ جاڑا، گرمی، برسات اس کے بغیر تو کام چل نہیں سکتا۔ (ایک خالی ٹرے کو صاف کرتا ہے)
سب بک گئیں۔ بس بے چاری یہ چھوٹی سی رہ گئی ہے
(وہ بچی ہوئی چھوٹی ڈبل روٹی کو ہاتھ میں اٹھاتا ہے۔)

چھتری والا:۔ روٹی کو دیکھتے ہوئے شکر ہے تمہارا دن بہت اچھا رہا (جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے) میرے پاس اتنے سے تو ہوں گے کہ یہ روٹی خرید سکوں۔ ایک وقت تو کٹ ہی جائے گا۔

ڈبل روٹی والا:۔ ارے بھئی تم سے پیسے نہیں چاہتا۔ پیٹ تو سبھی کو بھرنا ہوتا ہے۔ چاہے وہ روٹی والا ہو چاہے چھتری والا۔ ڈبل روٹی اٹھا کر چھتری والے کی طرف بڑھا دیتا ہے۔

چھتری والا:۔ تو یوں کرو کہ مجھے آدھی روٹی دے دو۔

ڈبل روٹی والا:۔ نہیں بھائی یہ کیسی باتیں کرتے ہو تم، یہ پوری لے لو اور اپنے پانچ پیسے بھی اپنی جیب میں رکھو۔ میرا سارا مال بک چکا ہے۔ اب میں اتنا کمینہ نہیں ہوں کہ اپنے دوست کو اتنی روٹی بھی نہ دے سکوں۔
ہچکچاتے ہوئے۔ روٹی لے لیتا ہے۔ خدا تمہارے کاروبار میں برکت دے۔

ڈبل روٹی والا:۔ مجھے شرم آ رہی ہے کہ یہ اتنی چھوٹی ہے۔ کاش میرے پاس اور بھی ہوتی۔ سوکھی روٹی کھانا ویسے بھی مشکل ہوتا ہے۔

چھتری والا:۔ خالی پیٹ میں یہ شاہی ٹکڑے کا مزہ دے گی۔

(سوچ کر) ایک ترکیب ہے۔ وہ ہوٹل کی طرف بڑھتا ہے۔ ایک پتیلی سے بھاپ نکل

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

رہی ہے۔ چھتری والا بھاپ سونگھنے کے لیے ایک دو لمبی سانس لیتا ہے۔ خوشبو سے معلوم ہوتا ہے کہ قورمہ پک رہا ہے۔ ایک زمانہ ہو گیا قورمہ کھائے ہوئے۔ لیکن آج۔ آج تو میں اس کا مزہ لے کر ہی رہوں گا۔

ڈبل روٹی والا:۔ تعجب سے وہ کیسے؟ ہوٹل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔ وہ کنجوس پیسے بغیر تمہیں جھوٹا چمچہ تک پونچھنے نہ دے گا۔

چھتری والا:۔ اس سے پوچھے گا کون؟ ادھر دیکھو (ڈبل روٹی کو پتیلی کی بھاپ کے پاس لے جاتا ہے۔) اس بھاپ سے میری ڈبل روٹی میں قورمے کا مزہ آجائے گا۔

ڈبل روٹی والا:۔ واہ، واہ کیا ترکیب نکالی ہے۔ میں بھی اسے اپنے گھر میں آزماؤں گا۔

(چھتری والا ڈبل روٹی کو بھاپ پر سینک رہا ہے۔ اتنے میں ہوٹل کا مالک باہر نکلتا ہے۔ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہے۔ چھتری والا ڈبل روٹی کو منہ میں رکھنے کے لیے جوں ہی ہاتھ اٹھاتا ہے۔ پیچھے سے ہوٹل کا مالک اس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہے۔

ہوٹل والا:۔ بدمعاش کہیں کا! کیا مفت کا مال ہے؟ دس پیسے نکالو جیب سے

چھتری والا:۔ کیا کہا آپ نے؟

ہوٹل والا:۔ میں کہتا ہوں دس پیسے نکالو۔ سمجھے دس پیسے۔ اس زعفرانی قورمے کی بھاپ چرانے کے دس پیسے۔

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

چھتری والا:۔ (پریشانی سے ہنستا ہے) قورمے کی بھاپ کے دس پیسے بھاپ تو ہوا کے ساتھ اڑ جاتی ہے اور ہوا۔۔۔۔۔۔ہوا تو مفت کی ہوتی ہے۔

ہوٹل والا:۔ نقل اتارتے ہوئے ''مفت کی ہوتی ہے، یہ آگ تم نے جلائی تھی' مسالے یہ گھی سب کا سب تم لائے تھے اور یہ گوشت تمہارا لایا ہوا ہے۔

چھتری والا:۔گوشت تو آپ کا ہے حضور۔لیکن اگر میں نے اپنی روٹی اس کی بھاپ پر رکھ دی تو اس میں آپ کا کیا خرچ ہوا۔ میں نے آپ کا قورمہ تو لیا نہیں ہے اور بھاپ تو اڑ ہی رہی تھی۔

سارے بازار میں پھیل رہی تھی۔خدا کی شان ہے۔صاحب ہم نے تو کبھی سنا نہیں کہ کوئی قورمے کی بھاپ بیچتا ہے۔

ہوٹل والا:۔اور نہ ہم نے کبھی سنا کہ کسی چھتری والے کی پرورش مفت کے کھانے پر ہوتی ہے۔یہ کھلی ہوئی چوری ہے ڈاکہ ہے۔سمجھے مسٹر!

چھتری والا:۔ اس کو چوری کہتے ہیں۔تمہارے گھر میں کہتے ہوں گے۔

(دو تین اور گاہک وہاں آجاتے ہیں اور ان دونوں کی تکرار کو غور سے سنتے ہیں۔ایک چھوٹا سا مست قسم کا آدمی داخل ہوتے ہوئے پوچھتا ہے کیوں کیا ہوا خیریت تو ہے؟

ہوٹل والا:۔سب خیریت ہے۔لیکن تمہارے یہاں خیریت نہیں معلوم ہوتی۔

ڈبل روٹی والا:۔کیوں نہ استاد کو ہی پنچ بنادیں۔وہ صحیح فیصلہ کریں گے۔

ہوٹل والا:۔ ہاں انھیں پنچ بنادو۔ (چھتری والے سے) ہم اپنے معاملے میں استاد کو پنچ بنا رہے ہیں۔تمہیں منظور ہے۔

چھتری والا:۔(خفا ہوکر) میرے پاس ہے ہی کیا کسی کو بھی بناؤ پنچ۔کیا فرق پڑتا ہے۔

استاد:۔ (کرسی پر بیٹھ کر اونچی آواز میں) کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کیا ہنگامہ ہو رہا ہے۔ اس بدتمیزی کے پیچھے کون بدمعاش ہے۔

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ہوٹل والا:۔ (چھتری والے کو پکڑ کر سامنے لاتا ہے) یہ ہے وہ بدمعاش!

استاد:۔ (چھتری والے کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا ہے) چھتریاں بناتے ہو۔ ہاں تو بھئی چھتری والے پہلے تم سناؤ یہ قصہ کیا ہے۔

چھتری والا:۔گھبراتے ہوئے۔سرکار ہوا یہ کہ ---------- میں ایک غریب آدمی ہوں۔آج میرا دھندا خراب رہا۔ میرے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا تو ڈبل روٹی والے دوست نے مجھے ایک ڈبل روٹی دے دی۔خالی ڈبل روٹی میں کوئی مزہ نہیں ہوتا۔ان کے یہاں قورمہ پک رہا تھا۔پتیلی سے گرم بھاپ نکل رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ اپنی روٹی اس بھاپ پر رکھ دوں۔اس کا مزہ کچھ بدل جائے گا۔جب میں روٹی کو بھاپ پر سینک کر کھا رہا تھا تو یہ صاحب نکل آئے اور مجھے پکڑ لیا۔کہنے لگے تم نے میری بھاپ چرائی ہے اس کے دس پیسے دو۔

استاد:۔ (ہوٹل والے سے) تم نے دس پیسے مانگے تھے اس سے!

ہوٹل والا:۔ استاد! یہ بھاپ میرے قورمے کی ہے۔اگر میں گوشت خرید کر اسے نہ پکاتا تو بھاپ نکلنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔اگر یہ سمجھتا ہے کہ قورمے کی بھاپ استعمال کے لائق ہوتی ہے تو پھر اس لائق بھی ہے کہ اس کی قیمت ادا کی جائے۔

استاد:۔ ٹھیک ہے۔(ہوٹل والا بہت خوش ہوتا ہے)

استاد:۔ (چھتری والے سے) تم کو میرا فیصلہ تسلیم کرنا پڑے گا۔

چھتری والا:۔(سر ہلاتا ہے) جی ہاں!

استاد:۔ (ہوٹل والے سے) اور تم ؟

ہوٹل والا:۔ آپ کا فیصلہ آخری ہوگا۔جو ہم دونوں کو تسلیم کرنا پڑے گا۔

استاد:۔ (پھر چھتری والے سے) تمہارے پاس کچھ پیسے ہیں؟

چھتری والا:۔میرے پاس صرف پانچ پیسے ہیں۔

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

استاد:۔ لاؤ لاؤ، پانچ پیسے کافی ہیں۔جلدی نکالو۔ (چھتری والا جیب سے سکہ نکالتا ہے)

(چھتری والے سے) یہ سکہ اس سل پر اچھالو (چھتری والا سکہ اچھالتا ہے۔) جس سے سکہّ کی کھنک سنائی دیتی ہے۔

استاد:۔ ایک دفعہ اور۔۔۔۔۔(چھتری والا پھر سکہ سل پر بجاتا ہے)

استاد:۔ (ہوٹل والے سے) سنی تم نے سکہّ کی کھنک؟

(ہوٹل والا اقرار میں سر ہلاتا ہے۔استاد کرسی سے نیچے اتر آتا ہے اور فیصلہ سناتا ہے۔)

استاد:۔ میرا خیال ہے کہ چھتری والے نے ہوٹل والے کے قورمے کی بھاپ کو غلط طریقے سے لیا ہے۔ یہ سراسر بے ایمانی ہے۔کھلی ہوئی چوری ہے۔(ہوٹل والا خوش ہو کر ''استاد زندہ باد'' کے نعرے لگاتا ہے۔)

استاد:۔ (ڈانٹ کر) ٹھہرو۔۔۔ابھی نہیں۔۔۔میں سمجھتا ہوں کہ بھاپ کی قیمت پیسے سے ادا نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ پیسہ تو قورمے کی قیمت ہے (بھیڑ سے مخاطب ہو کر) کیوں ہے نا۔۔۔۔۔بہت سی آوازیں۔۔۔بالکل ٹھیک۔

استاد:۔ قورمے کی بھاپ کی قیمت صرف پیسے کی کھنک سے ادا کی جاسکتی ہے۔جو چھتری والا ادا کر چکا ہے۔

ہوٹل والا:۔ نہیں سرکار۔اس نے تو ابھی تک ایک پیسہ بھی ادا نہیں کیا۔

استاد:۔ (غصّے سے) تم جھوٹ بولتے ہو۔اس نے قیمت ادا کر دی ہے سل پر بجا کر پیسے کی یہ کھنک تمہارے قورمے کی بھاپ کی قیمت ہے۔جس طرح قورمہ پتیلی میں رہا اور بھاپ اس روٹی میں چلی گئی۔اس طرح اس سکے کی آواز تمہارے کانوں میں جاچکی ہے۔آواز تمہارے کانوں میں رہے گی اور سکہ چھتری والے کے جیب میں رہے گا۔

(''استاد زندہ باد'' کا شور بلند ہوتا ہے اور پردہ گرتا ہے۔)

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

I الفاظ ومعانی:

قورمہ = گھی میں بھنا ہوا گوشت رسالن

ڈاکہ = ڈاکوؤں کا حملہ

پنچ = فیصلہ کرنے والا

ہنگامہ = شورش

سینک = گرمی، تپش

کھنک = بجنے کی آواز

II ان سوالات کے مختصر جوابات لکھیے:

۱) ڈراما بھاپ کی چوری میں کس جگہ کا منظر دکھایا گیا ہے؟

۲) چھتری والا اداس کیوں تھا؟

۳) ڈبل روٹی والا کیوں مطمئن تھا؟

۴) چھتری والا آدھی روٹی کیوں مانگ رہا تھا؟

۵) ڈبل روٹی والے نے چھتری والے کی کس طرح مدد کی؟

III ان سوالات کے دو یا تین جملوں میں جواب لکھیے:

۱) چھتری والے نے ڈبل روٹی کو لذیذ بنانے کا کیا طریقہ نکالا؟

۲) چھتری والا پنچ کے سامنے اپنا قصہ کس طرح سناتا ہے؟

IV مفصل جواب لکھیے:

استاد مقدمے کا فیصلہ کس طرح کرتے ہیں؟

V ذیل کے ہر کردار پر چار جملے لکھیے:

چھتری والا، ڈبل روٹی والا، ہوٹل والا

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

VI مناسب جوڑ لگائیے:

'ب'	'الف'
a. کیونکہ پیسہ تو قورمہ کی قیمت ہے۔	۱۔جس طرح قورمہ تمہاری پتیلی میں رہا اور بھاپ
b. روٹی میں چلی گئی۔	۲۔ اگر یہ سمجھتا ہے کہ قورمہ کی بھاپ استعمال کے لائق ہوتی ہے۔
c. تو پھر اس لائق بھی ہے کہ اس کی قیمت ادا کی جائے	۳۔میں سمجھتا ہوں کہ بھاپ کی قیمت پیسے سے ادا نہیں کی جاسکتی

VII بحوالہ متن ان جملوں کی وضاحت کیجئے:

۱۔ ''خالی پیٹ میں یہ شاہی ٹکڑے کا مزہ دے گا۔''

۲۔ ''بدمعاش کہیں کا کیا مفت کا مال ہے؟''

۳۔ ''کیوں نہ استاد ہی کو پنچ بنادیں۔''

۴۔ ''آپ کا فیصلہ آخری ہوگا جو ہم دونوں کو تسلیم کرنا ہوگا۔''

VIII زبانی مشق:

ان جملوں کو پڑھیے اور غور کر کے بتائیے۔

۱۔ کیا چھتری والے کا قورمہ کی بھاپ کا فائدہ اٹھانا درست ہے؟

۲۔ کیا ہوٹل والے کا چھتری والے سے پیسے مانگنا ٹھیک تھا؟

۳۔ کیا استاد کا فیصلہ صحیح تھا؟

۴۔ ڈبل روٹی والے نے چھتری والے کی مدد کی، ہوٹل والا اس کی مدد کس طرح کر سکتا تھا؟

عملی کام:

اپنے اسکول کے اسٹیج پر اپنے ہم جماعتوں کے ساتھ یہ ڈراما پیش کیجیے۔

☆☆☆

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

سبق:16

بادل کا گیت

احمد ندیم قاسمی

نظم:

نظم کے لغوی معنی لڑی میں موتی پرونے کے ہیں۔ نظم میں کسی بھی موضوع کے بارے میں مسلسل طور پر اظہارِ خیال کِیا جاتا ہے۔

اس نظم میں انہوں نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ سمندر کا پانی کس طرح بھاپ میں تبدیل ہو کر بادل بنتا ہے اور زمین پر برس کر بہتا ہوا ندی نالوں سے سمندر میں جا پہنچتا ہے۔

NOT TO BE REPUBLISHED
©KTBS

مرا گھر سمندر کی گہرائیوں میں　　میں رہتا تھا لہروں کی پرچھائیوں میں
کبھی سیپیوں میں کبھی کائیوں میں

مگر ایک دن شوخ تپتی شعاعیں　　پکاریں کہ آ تجھ کو تارے دکھائیں
اڑائیں گی تجھ کو نشیلی ہوائیں

ستاروں کی دھن میں وطن چھوڑ آیا　　ہواؤں نے شانوں پہ مجھ کو بٹھایا
سمندر سے اٹھا، پہاڑوں پہ چھایا

مگر تیز جھونکے نے آفت یہ ڈھائی　　مجھے ایک پربت کی چوٹی دکھائی
کہا اس سے لڑ کر دکھا میرے بھائی

میں لپکا تو پربت نے مجھ کو دھکیلا　　وہ اکڑا میں گرجا وہ بپھرا میں کھیلا
پر افسوس! فانی ہے کھیلوں کا میلا

پہاڑوں نے ایسی مجھے پٹخنی دی　　کہ تنگ آ کے میدان کی میں نے رہ لی
مجھے لے اڑیں شوخ پریاں ہوا کی
میں جب تھک گیا زور سے بلبلایا　　ہواؤں کی بجلی کا کوڑا دکھایا
ادھر سے نکل کر ادھر گھوم آیا
میں لپکا میں پلٹا میں گرجا میں چمکا　　دھواں بن کے چھایا دیا بن کے دمکا
کسی کو نہ تھا رنج کچھ میرے غم کا
اب آیا تھا دھرتی پہ رونے رلانے　　میں رویا تو دنیا لگی مسکرانے
یہ کیا راز ہے ہائے یہ کون جانے
مرے آنسوؤں سے زمیں دھل چکی ہے　　مری زندگی اس طرح گھل چکی ہے
مگر ایک گتھی تو اب کھل چکی ہے
یہ سب نالے دریاؤں میں جا گریں گے　　یہ دریا سمندر میں جا کر ملیں گے
سمندر سے مل کر مرے دن پھریں گے

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

I　الفاظ ومعانی

کائیاں	=	کائی کی جمع
شوخ	=	چنچل، شریر
گتھی کھلنا	=	ظاہر ہونا
لپکنا	=	جلدی سے لینا
گرجا	=	زوردار آواز میں بات کرنا
دھرتی	=	زمین
پٹخنی	=	زمین پر دے مارنا

پربت = پہاڑ

بپھرنا = غصّہ کرنا

فانی = فنا ہونے والا

II (الف) ان سوالوں کے جوابات ایک جملے میں لکھیے:

(۱) بادل پہلے کہاں رہتا تھا؟

(۲) شاعوں نے بادل کو پکار کر کیا کہا؟

(۳) بجلی کا کوڑا دکھانے سے کیا مراد ہے؟

(۴) بادل کا رونا کسے کہتے ہیں؟

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(الف) ان سوالوں کے جوابات دو یا تین جملوں میں لکھیے:

(۱) سمندر سے نکلنے کے بعد بادل پر کیا گذری؟

(۲) پہاڑوں نے بادل کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

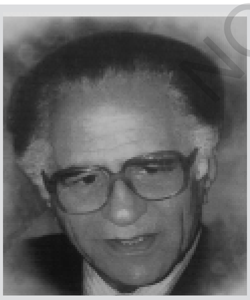

تعارف: احمد ندیم قاسمی:

احمد ندیم قاسمی کا اصل نام پیرزادہ احمد شاہ تھا۔ وہ اردو کے مشہور ومعروف شاعر، افسانہ نگار اور صحافی تھے۔ رم جھم، جلال و جمال، شعلۂ گل، دست وفا، چوپال، بگولے اور آنچل وغیرہ ان کی مشہور تصانیف ہیں۔

☆☆☆

سبق۔17

U7G2L3

صنعتی آلودگی

ادارہ

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

کرۂ ارض پر جاندار اور بے جان چیزوں کے مجموعے کو ماحول کہتے ہیں۔ یہ ماحول تمام جاندار چیزوں کے باہمی عمل سے باقی رہتا ہے۔ ماحول کا تصور چند نمایاں سالم عناصر سے قائم ہے جو قدرتی نظام کی شکل میں بغیر انسانی مداخلت کے عمل پذیر ہوتے ہیں۔ ان میں نباتات، نامیات، مٹی، جمادات، فضا اور دیگر اشیا شامل ہیں۔ چڑیوں کے چہچہے، کوئل کی کوک، پپیہے کی پی کہاں، پانی کا جل ترنگ، لہلہاتا سبزہ، ہرے بھرے درخت، پاک و صاف ہوا، ماحول کی صحت اور پاکیزگی کی نشانیاں ہیں۔ کائنات میں موجود قدرتی وسائل اور طبعیاتی عناصر جن کے کوئی خاص حدود نہیں ہوتے اور وہ انسانی عوامل سے آزاد ہوتے ہیں، ماحولیات کو جلا بخشتے ہیں۔ ان میں انسانی زندگی کی بنیادی اور ضروری چیزیں مثلاً ہوا، پانی، غذا، موسم، توانائی، تابکاری، برقیات اور مقناطیس شامل ہیں۔ درج بالا چیزوں میں آلودگی اور ملاوٹ نہ ہو تو انسانی زندگی کی نشوونما نہایت صحت مند اور پاکیزہ طریقے سے ہوتی ہے۔ یہ قدرتی وسائل انسان کے تخلیق کردہ وسائل اور ماحول کی ضد ہوتے ہیں۔ مجموعی طور پر وہ جغرافیائی حدود

جن پر انسانی عوامل کا محدود اثر ہو قدرتی ماحول کہلاتا ہے۔ ان میں بیرونی مداخلت اور مصنوعی رد و بدل نہایت خطرناک نتائج پیدا کرتے ہیں۔

اٹھارویں صدی عیسوی میں انسان نے بھاپ اور بجلی کی طاقت کو دریافت کیا۔ اس کا استعمال مختلف طریقوں پر ہونے لگا۔ اس طرح یوروپ میں صنعتی انقلاب نے جنم لیا۔ اس انقلاب کی وجہ سے طرح طرح کی مشینیں ایجاد ہوئیں اور کارخانے وجود میں آئے۔ اس انقلاب کی وجہ سے ماحول میں بڑی خرابی پیدا ہوگئی۔ اس کو ہم صنعتی آلودگی کہتے ہیں۔ یہ آلودگی انسانی زندگی کے لیے مضر ہے۔ کارخانوں کے قیام سے کئی طرح کی آلودگیاں قدرتی ماحول پر اثر انداز ہونے لگیں، مثلاً کارخانوں کی بے مصرف گندگیوں اور فضلے کو دریاؤں اور ندیوں میں چھوڑا جانے لگا۔ اس فضلے میں زہریلے ذرات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً سیسے کے ذرات، آرسنک کے ذرات اور دوسرے کیمیائی ذرات جو انسانوں اور آبی جانوروں کے لیے بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ اس ملاوٹ کی وجہ سے آبی جانور مرنے لگے اور ایسے پانی کے استعمال سے انسانوں کو بھی طرح طرح کی نئی نئی بیماریوں نے گھیر لیا۔ مثلاً جلدی بیماریاں، بینائی کا اچانک چلا جانا وغیرہ۔ اس کے علاوہ نئے نئے جراثیم پیدا ہوئے۔

کارخانوں کی مشینوں کو چلانے کے لیے کوئلے کا استعمال ہونے لگا جس سے ہوا میں کثیف دھوئیں کی آمیزش ہونے لگی۔ اس کی وجہ سے سانس کی بیماریاں مثلاً دمہ وغیرہ بڑھ گئیں یہاں تک کہ بچوں میں بھی دمہ کی علامتیں پیدا ہوگئیں۔ موٹر، بس اور دیگر گاڑیوں کے دھوئیں کی وجہ سے بھی ہوا آلودہ ہوگئی۔ فریج ایر کنڈیشنگ وغیرہ کے لیے ایک کیمیائی مادہ کلورو فلورو کاربن استعمال کیا جانے لگا جس سے کرۂ ہوائی کی اوزون سطح میں سوراخ پیدا ہو گئے اور سورج کی شعاعیں براہ راست کرۂ ارض کی طرف آنے لگیں۔ اس کی وجہ سے موسموں میں تبدیلی پیدا ہوگئی اور سمندری سطح گرم ہونے لگی۔ کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بڑھنے لگی اور آکسیجن کی سطح گھٹنے لگی۔ فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی ایک دبیز چادر سی بن گئی جس کی وجہ سے سورج کی وہ شعاعیں جو واپس چلی جاتی تھیں اس سے ٹکرا کر واپس زمین کی طرف آنے لگیں اور برفانی پہاڑوں کی برف پگھلنے لگی جس سے سطح سمندر کا پانی بڑھ گیا جس کی وجہ سے زمین کے کئی خشک علاقوں کو سمندر نے کاٹ دیا۔ مثلاً گجرات میں 30 کلومیٹر تک سمندر زمین کو

NOT TO BE REPUBLISHED @KTBS

کاٹ کر اندر گھس آیا۔ جھیلوں میں پانی کم ہونے لگا، دریا خشک ہونے لگے۔ کہیں کہیں تیزابی بارش بھی ہونے لگی۔ سطح سمندر پر جو آکسیجن موجود رہتی ہے اس میں کمی ہونے لگی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ جمع ہونے لگی۔ اسی طرح سمندر میں گھلنے والی آکسیجن کی مقدار کم ہوگئی۔ ایسے سمندر کے کئی خطے بن گئے یہاں آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے آبی جانور یا تو مرنے لگے یا وہاں جانے سے کترانے لگے۔ ان خطوں کو ڈیڈ زون یا مردہ خطے کہتے ہیں۔ گویا ماحول میں بگاڑ آ گیا۔

اس صنعتی آلودگی کا ایک اور نہایت خطرناک منظر سامنے آیا۔ بجلی پیدا کرنے کے لیے جوہری توانائی کا استعمال ہونے لگا۔ اس کا بے مصرف مسالا زمین میں گہرائی تک دفن کیا جانے لگا اس کی وجہ سے زیرِ زمین پانی میں تابکار اثرات پیدا ہوگئے۔ اس پانی کے استعمال سے نئی نئی بیماریاں پیدا ہونے لگیں۔ جن سے نہ صرف موجودہ نسل کو نقصان ہوا بلکہ اس کا اثر آئندہ پیدا ہونے والے بچوں پر بھی پڑنے لگا۔ مثلاً بچوں میں ذہنی معذوری اور جسمانی معذوری پیدا ہوگئی۔ عجیب الخلقت بچے بھی پیدا ہونے لگے۔ غرض اس صنعتی آلودگی نے انسانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔

لیکن اب ساری دنیا میں صنعتی آلودگی سے متعلق بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ اس سے بچنے اور کم کرنے کی تدبیریں ہو رہی ہیں۔ اس پر بحث و مباحثے ہو رہے ہیں۔ اس کے خلاف آواز اٹھانے کی وجہ سے صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک اپنے آپ کو اور اپنے پڑوسی ملکوں کو بچانے کے لیے اقدامات کر رہے ہیں۔ کارخانوں کی بے مصرف گندگیوں کو پاک کرنے کے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ صنعتی آلودگی اب ایک اہم مسئلہ بن کر سامنے آ گیا ہے۔ دریاؤں اور ندیوں میں چھوڑی جانے والی صنعتی گندگی اور زہریات کو کیمیائی عمل سے پاک کرنے والے پلانٹ لگائے جا رہے ہیں۔ عالمی سطح پر بڑے زور و شور کے ساتھ اس پر بحث و مباحثے ہو رہے ہیں۔ اس کو روکنے کی تجویزوں پر غور کیا جا رہا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ ترقی پذیر ممالک جب صنعتی ترقی کریں گے تو صنعتی آلودگی کو دور کرنے کا خاص خیال رکھیں گے۔ اس سلسلے میں ماحولیات کی پاکیزگی کا خیال رکھتے ہوئے عالمی سطح پر کوئی خاص معاہدہ بھی وجود میں آئے گا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

I الفاظ کے معنی:

ماحول	=	اردگرد کی فضا	سالم عناصر	=	مستقل مادے
مداخلت	=	دخل دینا	نباتات	=	درخت پودے وغیرہ
جمادات	=	پہاڑ، پتھر	اشیاء	=	چیزیں
وسائل	=	ذریعے	طبعیاتی عناصر	=	مادے کی مفرد شکلیں
عوامل	=	اسباب	آلودگی	=	ملاوٹ، گندگی
نشوونما	=	ترقی	تخلیق کردہ	=	بنائے ہوئے
محدود	=	حد کے اندر	مصنوعی	=	بناوٹی
بے مصرف	=	بے کار، فضلہ	تابکاری	=	خطرناک شعاعیں
عجیب الخلقت	=	بے ڈھنگے، عجیب وغریب	اقدامات	=	کوششیں
آبی جانور	=	پانی میں رہنے والے جانور	دبیز	=	گاڑھی، موٹی

II (الف) ان سوالات کے جوابات ایک جملے میں لکھیے:

(۱) ماحول کسے کہتے ہیں؟ (۲) انسانی زندگی کی بنیادی چیزیں کون کونسی ہیں؟

(۳) آلودگی کسے کہتے ہیں؟ (۴) صنعتی آلودگی سے کیا مراد ہے؟

(۵) صنعتی انقلاب کب آیا؟

(الف) ان سوالات کے جوابات دو یا تین جملوں میں لکھیے:

(۶) صنعتی انقلاب سے کیا تبدیلیاں آئیں (۷) کارخانوں سے نکلنے والی گندگی کہاں بہائی جاتی ہے؟

(۸) ہوا میں آلودگی کیسے پیدا ہوتی ہے؟ (۹) ہوا میں کس گیس کی مقدار زیادہ ہونی چاہیے؟

(۱۰) سطح سمندر کیوں بڑھ گئی؟

☆☆☆

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

قواعد

حرکات:

فتح:۔ زبر کو کہتے ہیں۔ جس پر زبر ہو اس حرف کو مفتوح کہتے ہیں۔ (ـَ)

کسرہ:۔ زیر کو کہتے ہیں زیر والے حرف کو مکسور کہتے ہیں۔ (ـِ)

ضمہ:۔ پیش کو کہتے ہیں پیش والے حرف کو مضموم کہتے ہیں۔ (ـُ)

متحرک:۔ وہ حرف ہے جس پر زبر زیر یا پیش میں سے کوئی علامت ہو۔ (اَ اِ اُ)

ساکن:۔ جس حرف پر زبر، زیر، پیش میں سے کوئی علامت نہ ہو۔ بلکہ حرف پر جزم ہو۔ (اْ)

وقف:۔ ساکن کے بعد ساکن آنا وقف کہلاتا ہے۔ جیسے ''وقت'' میں ''ق'' کے بعد ''ت'' اس کو (وقْتْ) موقوف کہتے ہیں۔

تشدید: کسی حرف کا دوبار پڑھا جانا جیسے حقّہ کا قاف جس حرف پر تشدید ہو اسے مشدّد (ـّ) کہتے ہیں۔

☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سبق ۔18

X6L9S2

ترانۂ دعوت علم و عمل

مولانا ابوالبیان حمادؔ

عمل کے بغیر انسان کی زندگی بیکار ہے۔ اسی لیے شاعر مشرق اقبالؔ نے کہا ہے ''عمل پیہم'' سے دنیا بھی فتح کی جاسکتی ہے۔ عمل ہی سے انسان انسان بن سکتا ہے اور آج کل عمل کے بغیر کوئی کام پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ شاعر نے دعوت علم و عمل میں ان ہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔

جاگ مسلماں جاگ — موڑ زمانے کی باگ
تیاگ برائی کو تیاگ — تیز ہے نفرت کی آگ
دل میں نہ ہو کوئی لاگ — چھیڑ محبت کے راگ
جاگ مسلماں جاگ
چھیڑ محبت کے راگ

حیدرِ کرّار بن — جعفر طیار بن
دین کی تلوار بن — پیکر کردار بن
خودگر و خوددار بن — قافلۂ سالار بن
جاگ مسلماں جاگ
چھیڑ محبت کے راگ

بندۂ عالی مقام — حق کا برپا کر نظام
کام یہ کر صبح و شام — تو ہے خدا کا غلام
تو ہے بہت نیک کام — اور جہاں کا امام
جاگ مسلماں جاگ
جاگ مسلماں جاگ

©KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

جادہ آساں نہ دیکھ　　دشت و بیاباں نہ دیکھ
خار مغیلاں نہ دیکھ　　اور گلستاں نہ دیکھ
کام تو آساں نہ دیکھ　　عیش مری جاں نہ دیکھ
جاگ مسلماں جاگ
جاگ مسلماں جاگ

زیست کا حاصل ہے تو　　جوہر قابل ہے تو
شاہد عادل ہے تو　　رہبر کامل ہے تو
سرور منزل ہے تو　　رونق محفل ہے تو
جاگ مسلماں جاگ
جاگ مسلماں جاگ

آیت یزداں ہے تو　　حامل قرآں ہے تو
رونق ایماں ہے تو　　دہر کا عنواں ہے تو
مرد مسلماں ہے تو　　پھر بھی پریشاں ہے تو
جاگ مسلماں جاگ
جاگ مسلماں جاگ

چھوڑ نہ صدق و صفا　　بھول نہ عہد وفا
آگے ہے روز جزا　　کفر و بدی کو مٹا
تو قدم آگے بڑھا　　دین کا ڈنکا بجا
جاگ مسلماں جاگ
جاگ مسلماں جاگ

ربِّ رحیم و کریم　　مالک عرش عظیم
تجھ سے ہے امید وبیم　　دے ہمیں قلب سلیم
ہم کو بنا تو حلیم　　ہم پہ ہو لطف عمیم
جاگ مسلماں جاگ
جاگ مسلماں جاگ

☆☆☆

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

I لفظ و معنی:

تیاگ = ایثار، قربانی، چھوڑ دینا

لاگ = غرض، مفاد

خودگر = اترانے والا

جادہ = راستہ، پگڈنڈی

بغض = کینہ، عداوت

مسموم = زہریلا، زہر میں ڈوبا ہوا

مغیلاں = ببول، کیکر، نوکیلے کانٹے

شاہد عادل = انصاف پسند گواہ

سُرور = خوشی

سَرور = سردار

یزداں = اللہ ، خدا

جزا = بدلہ، عوض

امید و بیم = آس اور ڈر

لطف عمیم = عام مہربانی

II ان الفاظ کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے:

لاگ، باگ، پیکر، کردار، خوددار، راگ

III ان الفاظ کی اضداد لکھیے:

لاگ، برائی، نفرت، غلام، دشت، آسان

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

IV ان کی جنس بتائیے:

لاگ، محبت، نظام، شام، جادہ، زیست، سرور

V اس بند کو مکمل کیجیے:

حیدرِ کرار بن ---------------

دین کی تلوار بن --------------

خودگر و خوددار بن --------------

VI درج ذیل کو جوڑ کر لکھیے:

'الف'	'ب'
1. جادۂ آساں نہ دیکھ	a. رونقِ محفل ہے تو
2. شاہدِ عادل ہے تو	b. دشت و بیاباں نہ دیکھ
3. سرورِ منزل ہے تو	c. تو ہے خدا کا غلام
4. کام یہ کر صبح و شام	d. رہبرِ کامل ہے تو

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

VII ان سوالات کے جوابات لکھیے:

(۱) شاعر کے خیال میں برائی کو کیا کرنا چاہیئے؟

(۲) محبت کا راگ چھیڑنے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟

(۳) حق کا نظام برپا کرنے کا مطلب کیا ہے؟

(۴) جہاں کا امام کون ہے؟

(۵) مسلمان پریشان کیوں ہے؟

VIII اس ترانے کو نثر میں ڈھالیے۔

IX اس ترانے کا دوسرا اور تیسرا بند زبانی یاد کیجیے۔

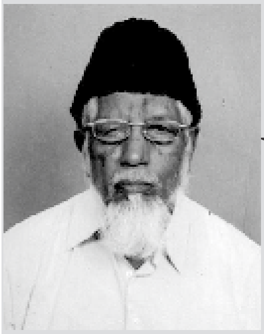

تعارف: مولانا ابوالبیان حمادؔ

عبدالرحمان خان نام، ابوالبیان کنیت اور حمادؔ تخلص ہے۔ آپ کا وطن مالور ضلع کولار ہے۔ جنوبی ہندوستان کی مشہور و معروف درس گاہ جامعہ دارالسلام عمرآباد سے کسب فیض کیا اور وہیں استاد مقرر ہو گئے۔ قرآن، حدیث، عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں ملکہ حاصل ہے۔

آپ میں سادگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور باتوں میں حلاوت بھی ہے۔ آپ کا کلام ملت کے نوجوانوں کے لیے ایک پیغام ہوتا ہے۔ آپ کی زیر ادارت عمرآباد سے ایک رسالہ "راہ اعتدال" بھی نکلتا ہے۔

☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سبق۔19

ملا نصیر الدین کے لطیفے

P4Q4F3

ماخوذ

تعارف: ہنسی مذاق انسانی طبیعت کا خاصہ ہے۔ زندہ دل لوگ ہنسی مذاق سے زندگی کو پر لطف بناتے ہیں۔ ایسی ہی ایک شخصیت ملا نصیر الدین کی بھی ہے۔ ان کے لطائف پڑھئے اور خوب مزہ لے لے کر دوسروں کو ان کی ذہانت سے واقف کرائیے۔

خدا کی رحمت:

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملا نصیر الدین کا بازار سے گذر ہو رہا تھا کہ اچانک زوردار برسات ہونے لگی۔ لوگ برسات سے بچنے کے لیے اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ ملا نصیر الدین نے دیکھا تو کہا ارے ارے تم لوگ کیا کر رہے ہو! کیا خدا کی رحمت سے اس طرح بھاگنا اچھا ہے۔ لوگ یہ سن کو حیران رہ گئے۔

چند دن بعد ملا نصیر الدین لوگوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے، پھر سے زوردار برسات ہونے لگی تو ملا نصیر الدین بھی دوڑ کر برسات سے بچنے کی کوشش کرنے لگے۔ لوگوں نے پوچھا حضرت پرسوں تو آپ نے لوگوں کو نصیحت کی کہ خدا کی رحمت سے ڈر کر بھاگنا نہیں چاہیے اور آج آپ خود ہی بھاگ رہے ہیں۔ ملا نصیر الدین نے فوراً جواب دیا ارے کم بختو دیکھ نہیں رہے ہو کہ خدا کی رحمت میرے پیروں تلے آ رہی ہے میں یہ بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا۔

حمام میں دھماکہ:

ملا نصیر الدین ایک مرتبہ حمام میں غسل کر رہے تھے دھڑام سے گرنے کی آواز آئی۔ بیوی نے پوچھا ارے کیا ہوا؟ ملا نے کہا کچھ نہیں شیروانی گر پڑی تھی۔

بیوی نے پوچھا شیروانی گرنے پر اتنی زوردار آواز تو نہیں آتی! ملا نصیر الدین نے جواب دیا۔ شیروانی کے اندر میں بھی تھا۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ملا کی حاضر جوابی:

ملانصیرالدین ایک مرتبہ کسی شہر پہنچے لوگوں نے ان کا حلیہ اور وضع قطع دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ کوئی بہت بڑے عالم ہیں۔لوگوں نے ان سے کچھ وعظ ونصیحت کرنے کی درخواست کی۔ ملانصیرالدین نے پوچھا کیا تم لوگ پڑھے لکھے ہو؟ لوگوں نے کہا نہیں تب ملانصیرالدین نے کہا جو لوگ کچھ نہیں جانتے ان کو کیا کہا جائے! خاموش رہ گئے۔

چند دن بعد وہ اسی شہر میں آئے تو لوگوں نے دوبارہ نصیحت کی درخواست کی۔تب ملانصیرالدین نے وہی سوال دہرایا لوگوں نے اب کی بار کہا کہ ہاں ہم لوگ پڑھے لکھے ہیں۔تب ملانصیرالدین نے جواب دیا۔اب پڑھے لکھے اور علم والے لوگوں کو کیا بتایا جائے! یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

تیسری دفعہ جب ملانصیرالدین شہر آئے تو لوگوں نے پھر وہی سوال دہرایا، شہر والے عقل مندی کا مظاہرہ کرنے کے لیے دو حصوں میں بٹ گئے۔ایک جماعت نے کہا ہم پڑھے لکھے ہیں۔دوسری جماعت نے کہا ہم پڑھے لکھے نہیں ہیں۔

تب ملانصیرالدین نے ان سے کہا جو پڑھے لکھے ہیں وہ ناخواندہ لوگوں کو بتادیں۔لوگ حیران رہ گئے۔

رمضان کا چاند:

رمضان کا مہینہ تھا۔روزہ کھولنے کے بعد ملانصیرالدین کسی کام سے بازار کی طرف نکل گئے۔راستے میں ایک کنواں ملا۔اتفاق سے ملا کی نظر کنویں کے اندر پہنچ گئی۔اس میں چاند کا عکس نظر آرہا تھا۔ملا کو بڑی تشویش ہوئی وہ سوچنے لگے شاید چاند کنویں میں گر گیا ہے۔اس کو فوراً نکال لینا چاہیے۔اگر اس کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے اور یہ یہیں ڈوبا رہا تو رمضان کا مہینہ کبھی ختم نہ ہوگا۔یہ خیال آتے ہی وہ دوڑتے ہوئے گھر گئے اور ایک لمبی سی رسی لے کر کنویں کے پاس پہنچ گئے۔انہوں نے رسی کنویں میں ڈالی اور آواز دے کر کہا۔''اے میاں چاند! رسی کو مضبوطی سے پکڑلو میں تمہیں نکال لوں گا۔''

اتفاق کی بات رسی کا سرا کسی چٹان میں پھنس گیا ملا نے رسی کو کھینچنا شروع کیا تو رسی اپنی جگہ سے نہ ہلی ملا سمجھے کہ چاند بہت وزنی ہے۔اس لیے مجھ سے کھینچا نہیں جارہا ہے۔انہوں نے پوری قوت سے اس کو کھینچا اور دھڑام سے گر پڑے۔کافی چوٹ آئی لیکن جب آسمان پر نظر گئی تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔چاند اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ آسمان پر چمک رہا تھا۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

I الفاظ و معنی:

خاصہ	=	خصوصیات، عادت	زندہ دلی	=	خوش مزاجی
لطائف	=	لطیفے کی جمع ،جس بات پر ہنسی آئے	لطیفہ	=	چٹکلہ، دلچسپ بات
حلیہ	=	انسانی ہئیت	وضع قطع	=	بناوٹ
ناخواندہ	=	بےعلم، جاہل	دھڑام	=	دھماکہ

II ان سوالات کے جواب لکھیے:

(۱) دھڑام کی سی آواز کیوں آئی ؟

(۲) بیوی کے سوال پر ملا نصیرالدین کا کیا جواب تھا؟

(۳) ملا نصیرالدین نے بارش سے بچنے کی کیا وجہ بتائی ؟

(۴) ملا نصیرالدین نے چاند کے کنویں میں رہ جانے پر کیا سوچا؟

(۵) چاند کیسے باہر نکل آیا؟

قواعد

بے جان مذکر و مونث کی پہچان آپ پچھلے سبق میں پڑھ چکے ہیں۔ یہاں مزید مثالیں دی جارہی ہیں۔

ا۔ عربی کے ایسے سہ حرفی الفاظ جن کے آخر میں ''**الف**'' ہو وہ اکثر مونث ہوتے ہیں۔

جیسے :- حیا، ادا، فضا، رضا، خطا وغیرہ۔

۲۔ تمام عربی الفاظ جو ''تَفْعِیل'' کے وزن پر آتے ہیں اکثر مونث ہوتے ہیں۔

جیسے :- تحریر، تقدیر، تصویر وغیرہ ''تعویذ'' اس قاعدے کے خلاف مذکر ہے۔

بعض الفاظ مذکر مونث دونوں طرح کے ہیں۔

جیسے :- سانس، طرز، نقاب، مالا، گیند وغیرہ

☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سبق:20

موبائل فون

ادارہ

موبائل آج کی جدید ایجادات میں شمار ہوتا ہے۔ آج کل یہ اس قدر عام ہو گیا ہے کہ اسے ہر ایک تعلیم یافتہ، جاہل، مالدار، غریب حتیٰ کہ فقیروں نے بھی استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ بازار میں جہاں بھی نظر پڑتی ہے ہر ایک اپنے ہاتھ میں موبائل تھامے کسی نہ کسی کے ساتھ مصروفِ گفتگو نظر آتا ہے۔

موبائل فون کو سیلولر فون بھی کہا جاتا ہے۔ اس کو ہینڈ فون بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک الیکٹرانک مشین ہے اس کو پبلک ٹیلی فون نیٹ ورک (Network) سے جوڑا گیا ہے۔ اس کا دائرہ عمل بڑھانے کے لیے جا بجا بلند و بالا ٹاور بھی تعمیر کیے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے موبائل بکثرت استعمال ہو رہا ہے۔

سائنسی ایجادات جتنی بھی ہیں وہ ہمارے لیے مفید اسی وقت ہوتی ہیں جب اس کا مصرف صحیح ہو۔لیکن جب ان چیزوں کا استعمال غلط ہوتو اس سے سراسر نقصان ہی نقصان ہوتا ہے۔موبائل فون میں گفتگو کے علاوہ ایس، یم ،ایس (شارٹ مسیج سروس) کی سہولت بھی ہوتی ہے۔علاوہ ازیں اس کا تعلق انٹرنٹ سے بھی جوڑا جاسکتا ہے۔اس میں مختلف قسم کے گیمز بھی ہوتے ہیں۔ جونو جوانوں اور کم عمر بچوں کی دلچسپی کا باعث ہوتے ہیں۔اس میں یم، پی، تھری پلیئر بھی ہوتا ہے۔جس میں فلمی نغمے،قوالیاں اور دیگر مذہبی پروگرام بھی لوڈ کئے جاسکتے ہیں اور ہیڈفون کے ذریعہ اس سے لطف اندوز بھی ہوسکتے ہیں۔جدید ترین موبائل مزید کئی سہولتوں سے مزین ہیں۔بلوٹوتھ کے ذریعہ ایک موبائل سے دوسرے موبائل کو یہ پروگرام منتقل کئے جاتے ہیں۔

موبائل اپنے آپ میں ایک عجوبہ ہے۔وہ ایک مٹھی میں پکڑے جانے والی چیز ہے۔اس کے باجود اس میں حیرت انگیز صلاحیتیں ہیں۔مثلاً وقت،تاریخ،مہینہ معلوم کرسکتے ہیں۔ساتھ ہی ساتھ احباب کے بے شمار فون نمبر جو ہماری یادداشت میں بمشکل ہی سما سکتے ہیں وہ بھی اس میں محفوظ رہتے ہیں اور بوقت ضرورت آن کی آن میں اسکرین پر رونما ہوجاتے ہیں۔اس کے علاوہ یہ موبائل ہمارے حساب وکتاب کرنے میں بھی مدد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔الارم کے ذریعہ ہم وقت پر جاگ جاسکتے ہیں۔انٹرنٹ کے کنکشن کے ذریعہ دنیا بھر کے حالات معلوم کرسکتے ہیں۔دراصل یہ ایک جیبی آلہ ہے۔

سب سے پہلا موبائل فون مارٹن کوپر نے 1973ء میں ایجاد کرکے استعمال کیا۔جس کا وزن تقریباً دوکلو تھا۔1990ء میں تقریباً بارہ ملین افراد موبائل فون کے استعمال کرنے والے بن گئے۔صرف بیس سال کے مختصر

© KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

عرصہ میں اب موبائل فون کے استعمال کرنے والوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچ گئی ہے۔

تجارتی موبائل فون سب سے پہلے 1979ء میں جاپان میں لانچ کیا گیا۔ جو کہ ٹوکیو شہر کی حد تک تھا۔ اس کے بعد 1983ء میں اس کو امریکہ کے کئی شہروں میں جاری کیا گیا۔ جدید موبائل (تری جی) تھرڈ جنریشن کے نام سے بازار میں دستیاب ہے۔ جس میں تیزی سے نٹ ورک کا کام ہوتا ہے۔ سبھی موبائل اپنے اندر الگ الگ خصوصیات رکھتے ہیں۔ مگر دنیا میں موجود موبائل کمپنیاں اپنے موبائل کو زیادہ سے زیادہ گاہکوں تک پہنچانے کے لیے اس میں نت نئی تبدیلیاں کررہی ہیں اور گاہکوں کا دل لبھانے میں مصروف ہیں۔ موبائل فون میں درج ذیل خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

دوبارہ چارج کی جانے والی بیٹری جو کہ موبائل کو زندہ رکھتی ہے۔ ان پیڈ میکانزم اور اسے ظاہر کرنے کی صلاحیت کے ساتھ کی پیڈ (Key pad) ان سب کا مشترک نظام ہے۔ موبائل والا اپنے موبائل کے ذریعہ میسیج یا پیغام بھیج سکتا اور حاصل کرسکتا ہے۔

سافٹ ویر اور اس کا اطلاق:

عام طور پر موبائل پر جو ڈاٹا استعمال ہوتا ہے وہ فون پر ایس۔ یم۔ یس۔ (SMS) پیغام کا ہوتا ہے۔ سب سے پہلا ایس۔ یم۔ یس برطانیہ میں کمپیوٹر کے ذریعہ 1992ء میں بھیجا گیا۔

اسی طرح ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو فن لینڈ میں فون کے ذریعہ 1993ء میں یس، یم، یس بھیجا تھا۔ یس یم یس کے علاوہ ڈاٹا سرویس کے ذریعہ ''ڈون لوڈ'' (اندراج) کئے جانے کے قابل مواد میں مخصوص نشانی (لوگو) تصاویر، مختلف گیمز حتیٰ کے جوئے بازی اور اشتہارات کے ساتھ ساتھ نوجوانوں کی دلچسپی کے پیغامات بھی بھیجے جاتے ہیں۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

ہر ایک موبائل میں سم کارڈ (Sim Card) ہوتا ہے۔ (سب کرائبر آئی ڈینٹیٹی موڈیول) Subscribers Identity Module جس کی جسامت ایک ڈاک ٹکٹ کے برابر ہوتی ہے جو کسی بھی موبائل فون میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے ملک نے جو مصنوعی سیارچے (سٹیلائٹ) فضا میں چھوڑ رکھے ہیں، وہ خلا میں گردش کر رہے ہیں اور اپنی لہریں زمین پر بھیجتے ہیں۔ زمین پر نصب ریسیور ان لہروں کو قید کر کے ان کو ہمارے موبائل تک روانہ کرتے ہیں جن کی وجہ سے ہماری آواز لہروں کی شکل اختیار کرتے ہوئے ہمارے موبائل سے دوسروں کے موبائل تک پہنچ جاتی ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اس کا استعمال صحیح ڈھنگ سے نہیں ہو رہا ہے۔ بجائے فائدہ کے نقصان ہو رہا ہے۔ ہماری نوجوان نسل چاہے لڑکا ہو یا لڑکی اس کا غلط فائدہ اٹھا کر اپنا مستقبل بگاڑ رہے ہیں۔ اس موبائل نے ہمیں کام کم کرنا اور باتیں زیادہ کرنا سکھایا ہے اور لوگوں کو جھوٹ بولنا آسان کر دیا ہے۔ اگر کوئی کسی ایسے شخص کا کال (Call) دیکھتا ہے جس سے وہ بات کرنا نہیں چاہتا تو جھٹ سے کہہ دیتا ہے کہ میں گاڑی پر ہوں پھر بعد میں فون کروں گا، حالانکہ وہ گھر میں اطمینان سے بیٹھا رہتا ہے۔ موبائل سے طرح طرح کے حیلے حوالے بھی شروع کر دیتے ہیں۔ ایک دوسرے کو میسج بھیج کر پریشان کرتے ہیں۔

سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ موبائل کے کثرت استعمال سے آج کا انسان مختلف عوارض میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس سے نکلنے والے تابکاری کے اثرات براہ راست انسانی دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ لوگ موبائل کو اپنی جیب میں رکھتے ہیں جس کی وجہ سے تابکار اثرات کا دل پر بھی اثر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ عبادت گاہوں اور مساجد میں ان موبائل کے بج اٹھنے سے لوگوں کی عبادتوں میں خلل واقع ہوتا ہے۔ بعض لوگ اپنی جھوٹی شان اور امارت کا مظاہرہ کرنے کے لیے قیمتی سے قیمتی موبائل اپنے پاس رکھتے ہیں۔

NOT TO BE REPUBLISHED ©KTBS

موبائل فون کی ٹیکنالوجی کی ترقی کی حدیں یہیں ختم نہیں ہوجاتی ہیں آنے والے دنوں میں اس میں ہمیں اور بھی زیادہ نئے نئے اور حیرت انگیز اضافے کی امید ہے۔

I الفاظ و معنی:

مستعمل = استعمال میں آنا

روزافزوں = روز بہ روز

معاون = مددگار

نرخ = قیمت

موجد = ایجاد کرنے والا

مواد = اصل بنیاد، متن

گاہک = خریدار

میسیج = پیغام

مشترک = ملا جلا

تابکار = آلہ (مشین) سے نکلنے والی لہریں

امارت = مالداری

مصرف = استعمال

II درج ذیل سوالات کے جوابات ایک ایک جملے میں دیجیے:

(۱) موبائل فون کا دوسرا نام کیا ہے؟

(۲) سائنسی ایجادات ہمارے لیے کب مفید ثابت ہوتی ہیں؟

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

(۳) یم، پی، تھری پلییَر سے کیا مراد ہے؟

(۴) ایک موبائل سے دوسرے موبائل تک پروگرام منتقل کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟

(۵) موبائل میں بیک وقت کیا کیا سما سکتے ہیں؟

(۶) وقت پر جاگنے کے لیے موبائل کا استعمال کیوں کر کیا جا سکتا ہے؟

(۷) موبائل پر تازہ ترین خبریں حاصل کیسے کی جا سکتی ہیں؟

(۸) سب سے پہلا موبائل فون کب ایجاد ہوا؟

(۹) پہلے موبائل فون کا وزن کتنا تھا؟

(۱۰) سم کارڈ میں SIM کا لانگ فارم لکھیے۔

III ان کے تفصیلی جواب لکھیے:

(۱) موبائل فون میں کیا کیا پروگرام ہوتے ہیں؟

(۲) آپ کیسے ثابت کریں گے کہ موبائل ایک عجوبہ ہے؟

(۳) موبائل کے فوائد لکھیے۔

(۴) موبائل کے نقصانات گنوائیے۔

IV ان جملوں کو مناسب الفاظ سے مکمل کیجیے:

۱) آج کل موبائل کا استعمال ________ نے بھی شروع کر دیا ہے۔

(امیروں، فقیروں، غریبوں)

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

۲) موبائل ایک ________ مشین ہے۔

(خودکار، الیکٹرانک، چلتی پھرتی)

۳) ایس،ایم،ایس کے معنیٰ ________ ہیں۔

(شارٹ میسج سروس، سروس ماسٹر، سسٹم ماس میکانزم)

۴) موبائل کو ________ کرنے کے لیے کیا لکیولیٹر میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

(جواب، حساب، عتاب)

۵) ________ سے موبائل میں جان آجاتی ہے۔

(بجلی، سم کارڈ، اسکرین)

V ''الف''اور''ب''میں جوڑ لگائیے:

''الف''	''ب''
1. 1973ء	a. عوارض لاحق ہوتے ہیں۔
2. سٹیلائٹ	b. موبائل کا موجد
3. موبائل	c. پہلا موبائل ایجاد ہوا۔
4. مارٹن کوپر	d. سیلولرفون
5. موبائل کے کثرت استعمال سے	e. موبائل کی کارگردگی میں معاون ہوتے ہیں۔

سرگرمی

(۱) موبائل کے مختلف حصوں کے نام معلوم کیجیے۔

(۲) موبائل کی مختلف کمپنیوں کے نام اپنی بیاض میں لکھیے۔

NOT TO BE REPUBLISHED © KTBS

(۳) استاد کی مدد سے موبائل فون کے فائدے اور نقصانات پر تحریری/تقریری مقابلہ منعقد کروائیں۔

قواعد

ضمیر: ''ضمیر وہ کلمہ ہے جو کسی اسم کی جگہ لایا جائے۔''

مثلاً:- آپ، یہ، وہ، تم وغیرہ

ضمیر کی پانچ قسمیں:

(۱) ضمیر شخصی

(۲) ضمیر موصولہ

(۳) ضمیر استفہامیہ

(۴) ضمیر اشارہ

(۵) ضمیر تنکیر

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

(۱) ضمیر شخصی: وہ ضمیر ہے جو کسی کے نام کی جگہ لائی جاتی ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں۔

ایک وہ جو بات کرتا ہے، اسے **متکلم** کہتے ہیں۔ جیسے:- میں، ہم

دوسرا وہ جس سے بات کی جاتی ہے، اسے **مخاطب** کہتے ہیں۔ جیسے:- تو، تم، آپ

تیسرا وہ جس کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے، اسے **غائب** کہتے ہیں۔ جیسے:- وہ

(۲) ضمیر موصولہ: وہ ضمیر ہے جو کسی اسم کے بیان کے لیے آتی ہے اور جملوں کے دو حصوں کو ملاتی ہے۔

جیسے: وہ کتاب جو کل چوری ہو گئی تھی آج مل گئی۔ (جو، جب، جہاں وغیرہ)

(۳) **ضمیراستفہامیہ**: جوسوال کے لیے آتا ہے۔جیسے:- کون، کیا، کیوں وغیرہ

(۴) **ضمیراشارہ**: جس سے نزدیک یا دُور کی چیزوں کو بتایا جائے۔ جیسے:- یہ، وہ

ضمیراشارہ کی دوقسمیں ہیں:

۱۔اشارۂ قریب

۲۔اشارۂ بعید

اشارۂ قریب وہ ہے جس کے ذریعہ قریب کی چیزوں کو بتایا جاتا ہے۔

جیسے:- یہ، اِس

اشارۂ بعید وہ ہے جس سے دُور کی چیزوں کو بتایا جائے۔

جیسے:- وہ، اُس

(۵) **ضمیرتنکیر**: وہ ہے جو ایسے اشخاص کے لیے لائی جاتی ہے جن کا حال ٹھیک ٹھیک معلوم نہ ہو۔
جیسے:- کوئی، کچھ، چند وغیرہ۔

☆☆☆

©KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

سبق:21

رباعیات

Y1E3T2

اکبرؔ الہ آبادی، امجدؔ حیدر آبادی، فراقؔ گورکھپوری

رباعی:

رباعی نظم کی ایک قسم ہے جس میں صرف چار مصرعے ہوتے ہیں۔ رُباعی کو دو بیتی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں دو بیت یعنی دو اشعار ہوتے ہیں۔ عموماً اس کا پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ بعض شعرا نے چاروں مصرعوں میں قافیہ استعمال کیا ہے۔

عام طور پر رباعیوں میں اخلاقی اور حکیمانہ مضامین بیان کئے جاتے ہیں۔ رباعی کے اوزان مخصوص ہوتے ہیں۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

اکبرؔ الہ آبادی

گر جیب میں زر نہیں تو راحت بھی نہیں   بازو میں سکت نہیں تو عزت بھی نہیں
گر علم نہیں تو زور و زر ہے بیکار   مذہب جو نہیں تو آدمیت بھی نہیں

I الفاظ و معنی:

زر = دولت

سکت = طاقت

راحت = آرام

II جواب لکھیے:

1. رباعی کا دوسرا نام کیا ہے؟

2. رباعی میں اکبر نے کیا پیغام دیا ہے؟

3. اکبر کی رباعی زبانی یاد کیجیے۔

تعارف: اکبر الہ آبادی

نام سید اکبر حسین، تخلص اکبرؔ، 1846ء میں موضع بارہ بنکی ضلع الہ آباد میں پیدا ہوئے۔ تعلیم ختم کرنے کے بعد نائب تحصیل دار مقرر ہوئے اور بعد میں منصف اور جج کے عہدے پر فائز ہوئے۔ 1921ء میں اکبر کا انتقال ہوا۔ اکبر کی فطرت میں ظرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اکبر نے اپنے کلام کے ذریعے سماج پر اور دوسری خامیوں پر وار کیا ہے۔ وہ ایک اچھے رباعی گو بھی تھے۔

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

امجدؔ حیدر آبادی

غم میں تیرے زندگی بسر کرتا ہوں
زندہ ہوں مگر تیرے نام پر مرتا ہوں
تیری ہی طرف ہر ایک قدم اٹھتا ہے
ہر سانس کے ساتھ ترا دم بھرتا ہوں

I الفاظ اور معنی:

غم = رنج
دم بھرنا = یاد کرنا

II ان سوالات کے جواب لکھیے:

۱) امجدؔ کس کے غم میں مرنے کی تمنا کر رہے ہیں؟

۲) امجدؔ ہر سانس کے ساتھ کس کو یاد کر رہے ہیں؟ ۳) امجدؔ کی رباعی کا خلاصہ لکھیے۔

تعارف: امجدؔ حیدر آبادی

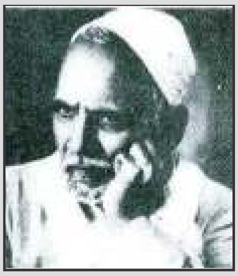

سید احمد حسین نام امجدؔ، تخلص 1903ء میں حیدر آباد میں پیدا ہوئے۔ اردو کے مشہور صوفی شاعر تھے۔ ان کی رباعیات کا مجموعہ ''رباعیات امجدؔ'' بہت مشہور ہے۔ آپ کا ایک مجموعۂ کلام ''ریاضِ امجدؔ'' بھی شائع ہو چکا ہے۔ 1961ء میں انتقال فرمایا۔

فراؔق گورکھپوری

کرتے نہیں کچھ تو کام کرنا کیا آئے　　　جیتے جی جان سے گزر نا کیا آئے
رو رو کے موت مانگنے والوں کو　　　جینا نہیں آسکا تو مرنا کیا آئے

I　**ان سوالات کے جواب لکھیے:**

۱)　رباعی کسے کہتے ہیں؟ چند مشہور رباعی گو شعرا کے نام بتائیے۔

۲)　فراؔق گورکھپوری نے کس طرح کی زندگی بسر کرنے کی تلقین کی ہے۔

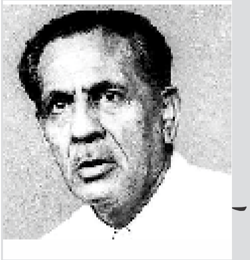

تعارف: فراؔق گورکھپوری

فراؔق کا نام رگھوپتی سہائے تھا۔ آپ 1897ء میں پیدا ہوئے۔ وہ اپنے دَور کے صف اول کے شعرا میں سے تھے۔ وہ شاعر کے ساتھ ساتھ نقاد بھی تھے۔ ان کے تنقیدی مضامین کا مجموعہ ''اندازے'' بھی شائع ہو چکا ہے۔ شعلہ باز اور روپ ان کے شعری مجموعے ہیں۔ فراؔق الہ آباد یونیورسٹی میں انگلش کے پروفیسر کے عہدے پر فائز رہے۔ 1982ء میں انتقال فرمایا۔

NOT TO BE REPUBLISHED
© KTBS

☆☆☆

سبق:22

خطوطِ غالبؔ

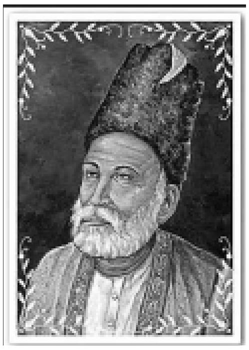

ماخوذ

مکتوب نگاری ادب کی اہم صنف رہی ہے۔ دورِ جدید میں اس کی اہمیت کھوتی جارہی ہے۔ غالبؔ نے اسے اپنے مخصوص انداز سے اردو دنیا کو روشناس کرایا۔ انہوں نے بقول خود مراسلے کو مکالمہ بنادیا۔ درج ذیل خطوط میں غالبؔ کا انداز بیان محسوس کیجیے اور لطف اٹھائیے۔

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

میر مہدی حسین مجروح کے نام

آہاہا! میرا پیارا مہدی آیا، آؤ بھائی، مزاج تو اچھا ہے۔ بیٹھو یہ رامپور ہے، دارالسرور ہے۔ جو لطف یہاں ہے وہ اور کہاں ہے؟ پانی، سبحان اللہ! شہر سے تین سو قدم پر ایک دریا ہے اور کوسی اس کا نام ہے۔ بے شبہ چشمہ آب حیات کی کوئی سوت اس میں ملی ہے۔ خیر! یوں بھی ہے تو بھائی آب حیات عمر بڑھاتا ہے لیکن اتنا شیریں کہاں ہوگا؟

تمہارا خط پہنچا۔ تردد عبث میرا مکان ڈاک گھر کے قریب اور ڈاک منشی میرا دوست۔ نہ عرف لکھنے کی حاجت نہ محلے کی حاجت بے وسواس خط بھیج دیا کیجیے اور جواب لیا کیجیے۔ یہاں کا حال سب طرح خوب ہے اور صحبت مرغوب ہے۔ اس وقت مہماں ہوں دیکھوں کیا ہوتا ہے۔ تعظیم و توقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہے۔ لڑکے دونوں میرے ساتھ آئے ہیں۔ اس وقت اس سے زیادہ نہیں لکھ سکتا۔

نواب انوارالدولہ اسعدالدین خاں شفیق کے نام

کیونکر کہوں کہ میں دیوانہ نہیں ہوں؟ ہاں اتنے ہوش باقی ہیں کہ اپنے کو دیوانہ سمجھا ہوں۔ واہ! کیا ہوشمندی ہے کہ قبلۂ ارباب ہوش کو خط لکھتا ہوں۔ نہ القاب نہ آداب، نہ بندگی نہ تسلیم، سن غالب! ہم تجھ سے کہتے ہیں۔

بہت مصاحب نہ بن۔اے ایاز حد خود بشناس، مانا کہ تونے کئی برس کے بعد نوبیت کی غزل لکھی ہے اور آپ اپنے کلام پر وجد کررہا ہے۔مگر یہ تحریر کی کیا روش ہے۔ پہلے القاب لکھ، پھر بندگی عرض کر، پھر ہاتھ جوڑ کر مزاج کی خبر پوچھ۔ پھر عنایت نامہ کے آنے کا شکر ادا کر اور یہ کہہ کہ جو میں تصور کررہا تھا وہ ہوا۔یعنی جس دن صبح کو میں نے خط بھیجا اسی دن آخر حضور کا فرمان پہنچا۔معلوم ہوا کہ حرارت ہنوز باقی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ رفع ہو جائیگی موسم اچھا آ گیا۔

I لفظ و معنی:

دارالسرور	=	خوشیوں کا گھر
سبحان اللہ	=	تعریفی کلمہ، جب کسی عمدہ چیز پر نظر پڑے تو کہا جاتا ہے۔
کوسی	=	مشہور ندی
چشمہ آب حیات	=	آب حیات ایک فرضی چشمہ پانی جس کے تعلق سے یہ عقیدہ ہے جو اس کا پانی پی لے وہ کبھی مرتا نہیں۔
سوت	=	دھارا
شیریں	=	میٹھا
تردد	=	پس و پیش کرنا، آگے پیچھے دیکھنا
ڈاک منشی	=	پوسٹ ماسٹر
عرف	=	اصل نام کے عوض کسی اور نام سے مشہور ہونا
بےوسواس	=	بغیر شک وشبہ
صحبت مرغوب	=	آپ کا ساتھ ہونا نہایت پسندیدہ
تعظیم و توقیر	=	عزت واحترام
دقیقہ فروگذاشت ہونا	=	کوئی کسر نہ چھوڑنا
قبلۂ ارباب ہوش	=	ہوش مندوں کا قبلہ مراد قابل احترام
القاب	=	واحد لقب، نام کے علاوہ دیا جانے والا علم
مصاحب	=	دوست، ساتھی، صحبت میں رہنے والا

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

بندگی = عاجزی

تسلیم = سلام کرنا

نوبیت = نوشعر

وجد کرنا = ناز کرنا، خوشی سے پھولے نہ سمانا

روش = انداز، طور طریق

رَفع ہونا = دور ہونا

اے ایاز حد خود بشناس = فارسی کہاوت، اے ایاز اپنی حد پہچان

II ان کے مختصر جواب لکھیے:

(۱) مرزا غالبؔ نے کسے خط لکھا؟

(۲) ''آہاہا ! میرا پیارا مہدی آیا'' یہ جملہ کس نے کہا؟

(۳) رامپور کی تعریف غالبؔ نے کس بنیاد پر کی؟

(۴) آبِ حیات میں کس ندی کے پانی کی کونسی خوبی نہیں ہے؟

(۵) غالبؔ کو خط لکھتے ہوئے عرف اور محلہ لکھنے کی حاجت کیوں نہیں ہے؟

(۶) عزت اور احترام کے متعلق غالبؔ کا خیال کیا تھا؟

(۷) غالبؔ نے خود کو دیوانہ نہ کہنے کی وجہ کیا بتائی؟

(۸) ''بہت مصاحب نہ بن'' کا کیا مطلب ہے؟

III بحوالہ متن اِن جملوں کی وضاحت کیجئے:

(۱) ''بھائی آب حیات عمر بڑھاتا ہے۔''

(۲) ''خط بھیج دیا کیجیے اور جواب لیا کیجیے۔''

(۳) ''ہم تجھ سے کہتے ہیں۔''

IV خط لکھنے کے اصولوں سے متعلق جانکاری حاصل کیجیے کہ مکتوب نگاری کے کون کون سے اجزا ہیں۔ ہر ایک کا نام کیا ہے۔

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

قواعد:

ضمیر کی حالتیں: حالتِ فاعلی، حالتِ مفعولی، حالتِ اضافی

1. ضمیر شخصی

		واحد	جمع
حالتِ فاعلی:	غائب	وہ	وہ
	مخاطب	تُو	تم
	متکلم	میں	ہم
حالتِ مفعولی	غائب	اس کو	انہیں، ان کو
	مخاطب	تجھ کو، تجھے	تمہیں، تم کو
	متکلم	مجھ کو، مجھے،	ہمیں، ہم کو
حالتِ اضافی	غائب	اس کو، اس کے،	اُن کا، اُن کے
	مخاطب	تیرا، تیری، تیرے	تمہارا، تمہاری، تمہارے
	متکلم	میرا، میرے، میری	ہمارا، ہماری، ہمارے

2. ضمیر اشارہ

حالتِ فاعلی	یہ، وہ	وہ
حالتِ مفعولی	اس کو، اسے	ان کو، انہیں
حالتِ اضافی	اس کا، اس کی، اس کے	ان کا، ان کی، ان کے

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

3. ضمیر موصولہ

	واحد	جمع
حالتِ فاعلی	جو، جس نے،	جن، جنہیں
حالت مفعولی	جس کو، جسے	جن کو، جنہیں
حالتِ اضافی	جس کا، جس کی، جس کے	جن کا، جن کی، جن کے

4. ضمیر استفہامیہ

حالتِ فاعلی	کیا، کون، کس نے	کیا، کون، کنھوں نے
حالتِ مفعولی	کسے، کس کو، کس سے	کنھیں، کن کو، کن سے
حالتِ اضافی	کس کا، کس کی، کس کے	کن کا، کن کی، کن کے

5. ضمیر تنکیر

حالتِ فاعلی	کسی، کچھ، کوئی،	کچھ، کوئی
حالتِ مفعولی	کسی کو، کسی سے	کسی کے، کسی کا

☆☆☆

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

سبق۔23

غزلیات (جدید)

غزل

ساؔجد حمید

سفیرِ درد کی نوحہ گری تھی
کہ تیری یاد کی وہ نغمگی تھی

لبوں پر حرف سارے جم گئے تھے
جبیں سجدے میں جا کر سو گئی تھی

سڑک نے تان رکھی تھیں سنانیں
ہوا بارود سے لپٹی ہوئی تھی

جو کرفیو لگ چکا سو لگ چکا تھا
مری بیمار ماں بھوکی پڑی تھی

گلی سنسان تھی بچّے کہاں تھے
در و دیوار پر اک بے حسی تھی

لہو آنکھوں میں آکر جم گیا تھا
نظر برقاب ہو کر رہ گئی تھی

مجھے محسوس ہوتا ہے یہ اکثر
وہ اگلی زندگی ساجؔد بھلی تھی

I. الفاظ و معنی:

سفیر	=	ایلچی، قاصد	نوحہ گری	=	رونا، گریہ وزاری، ماتم کرنا
جبیں	=	پیشانی، ماتھا	تان	=	تال، ملاپ
کرفیو	=	خانہ بندی کا حکم	سُنسان	=	ویران، خاموش
برقاب	=	پانی سے نکلی ہوئی بجلی	نغمگی	=	گیت گانا

II. درجِ ذیل سوالات کے جواب ایک جملے میں لکھئے:

(1) لبوں پر کیا جم گئے تھے؟
(2) ہوا کس چیز سے لپٹی ہوئی تھی؟
(3) آنکھوں میں کیا جم گیا تھا؟
(4) بیمار ماں کیوں بھوکی پڑی تھی؟
(5) ساؔجد کو اگلی زندگی ہی کیوں بھلی لگتی ہے؟

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

III. اِن الفاظ کی اضداد لکھئے:

درد، بے حس، سنسان، بیمار

IV. ان الفاظ کی جنس لکھئے:

سفیر، نغمگی، جبین، بھوک، بارود

V. ان الفاظ کے مترادفات لکھئے:

سڑک، ہوا، لہو، نظر، لب

VI. ان اشعار کا مطلب لکھئے:

(1) سفیرِ درد کی نوحہ گری تھی — کہ تیری یاد کی وہ نغمگی تھی

(2) گلی سنسان تھی بچّے کہاں تھے — در و دیوار پر اک بے حسی تھی

عملی کام: جدید شعراء کی چند غزلیں اکٹھا کر کے اپنی بیاض میں لکھئے۔

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

تعارف: ساجدؔ حمید

محمد کاظم اللہ شریف نام، ساجدؔ حمید قلمی نام، 20 دسمبر 1954ء کو ضلع شیواموگا (کرناٹک) میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد قاسم شریف ہے۔ ابتدائی تعلیم ساگر میں ہوئی اور وہیں سے بی یس سی، کی ڈگری مکمل کرنے کے بعد محکمۂ جنگلات میں ملازمت اختیار کرلی۔ آپ کی شاعری جدید رنگ میں ایک منفرد اسلوب کی حامل ہے۔ غزل اور نظم دونوں پر قدرت رکھتے ہیں اور بڑی معنی خیز اور فکر انگیز آزاد نظمیں بھی آپ نے لکھی ہیں۔

آپ کے چار شعری مجموعے ''یادوں کے مہتاب''، ''نفی ضرب نفی''، ''نکہتِ رقصاں'' اور ''جگنو لمحے'' شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کو پاسبان گولڈن جوبلی ایوارڈ، مجلسِ ادب گولڈن جوبلی ایوارڈ اور کرناٹک اردو اکاڈمی ایوارڈ (برائے شاعری) سے نوازا گیا ہے۔

☆☆☆

سبق۔24

غزل

شائستہ یوسف

بندگی کے ڈھنگ ایسے سیکھ لوں
دار پر چڑھتے ہوئے سجدہ کروں

روگ میں نے پال رکھے ہیں یہاں
اور کیا دنیا سے میں شکوہ کروں

بھیج اک دریا مجھے شفاف سا
میں بھی کچھ اپنی غلاظت دھو سکوں

آکے میرے آنسوؤں کو پونچھ دے
کب تلک میں درد سے روتی رہوں

کھل گئی ہیں عرش کی بے باکیاں
آسماں کے خوف سے آزاد ہوں

گھل گئی مِٹّی میں میری چادریں
تو اگر چاہے تو میں دل میں رہوں

ہر طرف کالی ہوا کا زور ہے
کیسے میں دریا کا رستہ روک لوں

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

1. الفاظ ومعنی:

بندگی = عبادت،آداب

شکوہ = گِلہ،شکایت

ڈھنگ = طریقہ،سلیقہ

شفاف = نہایت صاف،

دار = سُولی، پھانسی

غلاظت = گندگی، ناپاکی

روگ = دُکھ، بیماری

بے باکیاں = بے باکی کی جمع، بے خوفی، بہادری

II. اِن سوالات کے جواب لکھئے:

1. بندگی کا ڈھنگ کس طرح سیکھنا چاہئے؟

2. شاعرہ دنیا سے شکوہ کیوں کرنا نہیں چاہتی؟

3. کس کی بے باکیاں کھل گئی ہیں؟

4. شاعرہ کی چادریں کس میں گُھل گئی ہیں؟

5. شاعرہ دریا کا راستہ روک لینے سے کیوں قاصر ہے؟

III. ان الفاظ کی اضداد لکھئے:

ڈھنگ، شفاف، درد، عرش، کالی

IV. اِن الفاظ کی جنس بتایئے:

دار، سجدہ، روگ، شکوہ، غلاظت

@KTBS
NOT TO BE REPUBLISHED

V. اِن الفاظ کے مترادف لکھئے:

بندگی، دنیا، خوف، آنسو، راستہ

VI. ان اشعار کا مطلب اپنے الفاظ میں لکھئے:

1. بھیج اک دریا مجھے شفاف سا — میں بھی کچھ اپنی غلاظت دھو سکوں

2. آ کے میرے آنسوؤں کو پونچھ دے — کب تلک میں درد سے روتی رہوں

تعارف: شائستہ یوسف:

شائستہ یوسف نام، 15 جون 1951ء کو ممبئی میں پیدا ہوئیں۔ والد کا نام سید عبدالرحمٰن عرف اے۔آر۔ بچو کنٹراکٹر تھا۔ انہوں نے بنگلور یونی ورسٹی سے اردو کے علاوہ فلسفہ اور نفسیات میں ایم۔اے کیا۔ ٹمکور یونی ورسٹی سے ایل۔ایل۔ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ یہ ''اختلاف''، ''نیا ادب''، ''میراث'' اور ''سوغات'' (چوتھا دور) کے مدیر رہیں۔ ان کے شعری تصنیفات میں ''گُلِ خودرو'' اور ''سونی پر چھائیاں'' شامل ہیں۔ ''گُلِ خودرو'' کے لئے کرناٹکا اُردو اکاڈمی بنگلور نے انہیں انعام سے نوازا۔ ''یادِ رفتگاں محمود ایاز'' ان کا نثری کارنامہ ہے۔ ان کی مجموعی شعری خدمات کو سراہتے ہوئے کرناٹکا اُردو اکاڈمی بنگلور نے ''بھارت جیوتی ایوارڈ'' سے سرفراز کیا۔

☆☆☆

NOT TO BE REPUBLISHED
© KTBS

سبق۔25

غزل

پروین شاکر

N5H9K3

مشکل ہے کہ اب شہر میں نکلے کوئی، گھر سے
دستار پہ بات آگئی، ہوتی ہوئی سر سے

برسا بھی تو کس دشت، کے بے فیض بدن پر
اک عمر مرے کھیت تھے، جس ابر کو ترسے

اس بار جو ایندھن کے لیے، کٹ کے گرا ہے
چڑیوں کو بڑا پیار تھا، اس بوڑھے شجر سے

خود اپنے سے ملنے کا تو یارا، نہ تھا مجھ میں
میں بھیڑ میں گم ہوگئی، تنہائی کے ڈر سے

بے نام مسافت ہی مقدر ہے، تو کیا غم
منزل کا تعیُّن کبھی، ہوتا ہے سفر سے

نکلے ہیں تو رستے میں کہیں شام، بھی ہوگی
سورج بھی مگر آئے گا، اس راہ گزر سے

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

I الفاظ ومعنی:

دستار = پگڑی، عمامہ

ایندھن = لکڑی، جلانے کی چیز

یارا = حوصلہ

مسافت = فاصلہ

تعین = مقرر کرنا

راہ گزر = راستہ

شجر = درخت

دشت = جنگل

II ان سوالوں کے جواب لکھیے۔

(۱) گھر سے نکلنا کیوں مشکل ہو گیا؟

(۲) بوڑھا شجر کسے پیارا تھا؟

(۳) شاعرہ بھیڑ میں کیوں گم ہو گئی؟

(۴) سورج کدھر سے آئے گا؟

III ان الفاظ کی جمع لکھیے۔

شہر، منزل، کھیت، غم

IV ان الفاظ کی جنس بتایئے۔

شہر، دشت، بدن، پیار، شجر، راہ گزر

V ان مصرعوں کو مکمل کیجیے۔

برسا بھی تو __________

چڑیوں کو بڑا __________

بے نام __________

@KTBS NOT TO BE REPUBLISHED

عملی کام

پروین شاکر کی اور غزلیں اکٹھا کر کے اپنی بیاض میں لکھ کر استاد/ استانی کو بتائیے۔

تعارف: پروین شاکر

پروین شاکر کے والد کا نام شاکر حسین تھا وہ 1946ء میں صوبہ بہار سے کراچی منتقل ہو گئے۔ پروین شاکر وہیں پیدا ہوئیں۔ ان کے ادبی ذوق کی نشوونما میں ان کے نانا حسن عسکری کا بڑا ہاتھ ہے۔

پروین شاکر نے سرسید گرلز کالج سے ایم اے کیا۔ 1982ء میں پاکستان سول سروسز کا امتحان پاس کیا اور اسسٹنٹ کمشنر آف پاکستان کسٹمز کی حیثیت سے ان کا تقرر ہوا۔ 1994ء میں ایک سڑک حادثے میں ان کا انتقال ہوا۔ پروین شاکر کے مجموعے، خوشبو، صد برگ، خود کلامی وغیرہ مشہور ہیں۔ ان کے کلام میں نسوانی انانیت کا لب و لہجہ ملتا ہے۔

☆☆☆

©KTBS NOT TO BE REPUBLISHED